یوں مل گئے راستے

از: ہمائل کاظمی

قسط نمبر1

تیرے قریب آکے بڑی الجھنوں میں ہوں

میں دشمنوں میں ہوں کہ ترے دوستوں میں ہوں

مجھ سے گریز پا ہے تو ہر راستہ بدل

میں سنگ راہ ہوں تو سبھی راستوں میں ہوں

تو آچکا ہے سطح پہ کب سے خبر نہیں

بے درد میں ابھی انہیں گہرائیوں میں ہوں

اے یارِ خوش دیار تجھے کیا خبر کہ میں

کب سے اداسیوں کے گھنے جنگلوں میں ہوں

حیدرآباد میں واقع یہ تین مرلے کا گھر ایک بیٹھک ، کچن اور دو کمروں کے ساتھ اٹیچ باتھروم پر محیط تھا۔لوہے کا سیاہ گیٹ کھول کر اندر داخل ہو تو سامنے چھوٹا سا صحن تھا جس

کے دائیں جانب موتیا کے ساتھ دھنیا، سبز مرچ اور پودینہ کے چھوٹے چھوٹے گملے موجود تھے جن سے چھوٹی چھوٹی شاخیں نکلتیں اپنے ارد گرد حفاظتی دیوار بنا رہیں تھیں۔

شام کے گہرے سائے آسمان کو اپنی لپیٹ میں لے رہے تھے۔پرندے خداوند کے کرم سے پیٹ بھرتے اپنے گھونسلوں کی طرف رواں دواں تھے۔ماحول میں ایک حبس کی سی کیفیت تھی۔گھر میں چار نفوس کی موجودگی میں بھی موت سا سناٹا چھایا ہوا تھا۔

سر ہاتھوں میں گرائے وہ لوہے کی کرسی پر براجمان تھا۔آنکھیں شدت ضبط سے سرخ تھیں ۔امی جی بار بار اس کو دیکھتیں دوبارہ شوہر کی طرف متوجہ ہو گئیں جو چہرے پر بغیر کوئی تاثیر لیے خاموش سے بیٹھے تھے۔

"آپ نے اچھا نہیں کیا ابا ! آپ نے بلکل اچھا نہیں کیا"۔۔سرخ ڈوروں والی آنکھیں اٹھائے وہ براہراست ان کو دیکھنے لگا۔۔

خوشخبری رائٹرز متوجہ ہوں

ہر لکھاری کا خواب ہوتا ہے کہ اس کی تحریر کتابی صورت میں بھی شائع ہو اور انکی کتاب بک شیلف کی زینت بنے۔ آپ بھی ایک لکھاری ہیں اور اپنی تحریر کو کتابی شکل میں لانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔ ہم آپ کی تحریر کو بہت کم ٹائم اور بہت مناسب قیمت میں آپ کی خواہش کے مطابق بہت عمدہ اور معیاری کوالٹی میں کتابی صورت میں شائع کرنے میں آپ کی مدد کریں گے۔
مزید معلومات کے لئے نیچے دیۓ گئے ایڈریس پر ابھی رابطہ کریں۔

Prime Urdu Novels Publications
Whatsapp : 03335586927
Email : aatish2kx@gmail.com

"میں نے جو کیا موقع کی مناسبت سے کیا اگر آج میں وہ فیصلہ نہ لیتا تو ایک معصوم بچی کی زندگی تباہ ہو جاتی"۔۔بہت ٹھہرے ہوئے لہجے میں تحمل سے گویا ہوئے۔اپنے تئیں ان کا فیصلہ بلکل درست تھا۔

"اس بچی کے لیے آپ نے اپنے سگے بیٹے کی زندگی داؤ پر لگا دی ابا"۔۔غصے سے چیختے اس نے پاؤں کی ٹھوکر سے سامنے موجود چھوٹی میز کو گرا دیا۔امی جی نے دہل کر جوان بیٹے کو

دیکھا جس کی آواز پہلی بار باپ کے سامنے بلند ہوئی تھی۔دوپٹے کو منہ پر رکھے وہ بے اختیار رو دیں۔کل تک ان کے آنگن میں سب کچھ ٹھیک تھا لیکن اچانک ایک آندھی طوفان نے ان کی زندگی دھرم بھرم کر دی تھی۔۔

"آواز آہستہ رکھو مصطفیٰ!"۔۔ابا کی دھاڑ پر اس نے زخمی نگاہوں سے اٹھے دیکھا۔

"میری آواز آہستہ کر لینے سے سچ بدل نہیں جائے گا۔آپ کے نزدیک میری اہمیت صرف ایک کٹھپتلی کہ جیسی ہے جس کو جب چاہا،جہاں چاہا آپ نے اپنی ضرورت و منشا کے مطابق استعمال کر لیا"۔۔باپ کو دیکھتے اس نے ماں کی طرف رخ کیا۔۔وہ آنکھوں میں آنسو لیے خود نڈھال سی تھیں۔۔۔

خوشخبری

اگر آپ لکھ سکتے ہیں اور اپنے اندر کے لکھاری کو باہر لانا چاہتے ہیں

تو لکھاری آن لائن میگزین آپ کو اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لئے بہت اچھا پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے۔ لکھاری آن لائن میگزین کا حصہ بنئے اور آج ہی اپنی تحریر (افسانہ، ناول، ناولٹ، کالم، مضامین، شاعری) اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ آپ کی کوئی بھی تحریر ضائع نہیں کی جائے گی اور ایک ہفتے کے اندر ہمارے سب ویب بلاگز (ویب سائٹس) اور سوشل میڈیا گروپس اور پیجز پر پبلش کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے ابھی رابطہ کریں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUESSION

"پوری زندگی آپ نے ایک پتھر مانند شخص کے ساتھ گزار دی۔جو آج آپ کی اپنی اولاد کو لہو لہان کر رہا ہے"۔۔ماں نے حزن و ملال کی سی کیفیت میں بیٹے کو دیکھا جو باپ سے حد درجے بد گمان دیکھائی دے رہا تھا۔۔

"رقیہ بیگم ! اپنے بیٹے کو سمجھا دو کے اپنی خود سر طبیعت پر قابو رکھے۔اکیلا نہیں ہے یہ اس پر اب ایک بیوی کی ذمہ داری بھی ہے"۔۔ابا جی کی خود پسندانہ طبیعت کو بیٹے کا یہ انداز ایک آنکھ نہیں بھایا۔۔ان کے نزدیک ان کے فیصلہ ہمیشہ ہی بہترین اور درست ہوتا تھا۔

"میں بھاڑ میں جھونکتا ہوں ایسی بیوی کو جو زبردستی میرے گلے کا ڈھول بنی ہے"۔۔۔غصے سے چیختے وہ زور سے لوہے کا دروازہ بند کرتا گھر سے باہر نکل گیا۔کمرے کے اندر بیٹھے نفوس نے سہم کر کمرے کی درو دیوار کو دیکھا۔پورے جسم پر کپکپی سی طاری ہو گئی۔

**

اسمان میں گہرا نارجی رنگ چاروں جانب پھیلا ہوا تھا۔گیٹ کے سامنے ٹیکسی روکتے ہی وہ ڈیگی سے بیگ نکالتی اسے گھسیٹتے ہوئے سیاہ گیٹ کے سامنے لے آئی۔۔جہاں لوہے کا بڑا سا تالا اسے منہ چڑھا رہا تھا۔پرسول (parsol) کے سیاہ چشمے کو آنکھوں سے ہٹا کر بالوں پر ٹیکاتی وہ متلاشی نظروں سے ارد گرد کا جائزہ لینے لگی۔

تھوڑی تگ ودو کے بعد گھر کے پیچھلے دروازے کی کھلی کنڈی دیکھ کر بے ساختہ اس کے چہرے پر مسکراہٹ چاہ گئی یقیناً اس گھر کے مکین سارے حفاظتی تدبیر صرف سامنے والے گیٹ کے لیے تیار کر کے گے تھے۔

بیگ کو اپنے ساتھ گھسیٹتی وہ کچن کے راستے سے اندر داخل ہوئی جہاں اس وقت کسی مکین کے ہونے کے کوئی شواہد موجود نہ تھے .پیٹ کی دھائی پر بھوک کا احساس کرتی وہ سب سے پہلے شیلف کے دائیں جانب موجود فریج کی جانب بڑھی۔۔فریج کھولتے ہی نظر سامنے بریانی سے بھری پلیٹ پر پڑی جیسے دیکھتے ہی آنکھوں کی چمک دگنی ہو گئی۔۔پلیٹ کو ہاتھ میں پکڑے وہ اب خاموشی سے بھوک مٹانے میں مصروف تھی..

**

"آپ نے اس کو بہت سر پر چڑھا رکھا ہے ابا جی۔۔آج بھی دامیر نے انے سے انکار کر دیا ہے کہتا ہے اگلے ہفتے آؤں گا اس ہفتے کام بہت ہے"۔۔خدیجہ مغل کی آواز پر ساجد مغل نے کتاب سے سر اٹھا کر سامنے غصے سے بھری اپنی اکلوتی دخترِ عزیز کو دیکھا جو بھائی کے گھر نہ انے پر غصے سے بھری تھی۔۔

"ہو سکتا ہے وہ مصروف ہو خدیجہ"۔۔اپنی طبیعت کے باعث وہ ہمیشہ کی طرح نرمی سے گویا ہوئے۔۔

"مصروفیت تو بس بہانہ ہیں ابّا جی۔۔وہ بس ایسے ماحول سے بچنا چاہتا ہے جہاں اسے کوئی سکون میسر نہیں"۔۔چائے کی ٹرے کو اندر لاتے وجود کے قدم لڑکھڑا سے گے۔ساجد مغل نے خدیجہ سے نظریں ہٹا کے ٹیبل پر ٹرے رکھتی اپنی بہو کو دیکھا جو چہرہ پر ہر احساس سے عاری تاثرات سجائے چائے کو پیالی میں نکال رہی تھی۔۔

"جس گھر میں مرد کو سکون میسر نہ ہو وہاں سے اس کا دل جلد اوچاٹ ہو جاتا ہے" ۔۔ساجد مغل نے پیالی پکڑتے ایک نظر سامنے بت بنے وجود کو دیکھا جس کے چہرے سے ہر احساس محدوم تھا۔خدیجہ بیگم کو اس وقت صرف بھائی کی پرواہ تھی۔

"ابّا جی !میں کچھ بول رہی ہوں آپ سن رہے ہیں ؟ یا آپ نے بھی دوسروں کی طرح آنکھیں اور کان بند کر دیے ہیں"۔۔ساجد مغل نے تنبیہ نظروں سے بیٹی کو دیکھا جو بھائی کی محبّت میں ہر شے کو فراپوش کر چکی تھی۔۔چائے دونوں نفوس کو پکڑاتے وہ خاموشی سے کمرے سے باہر نکل گئی۔۔۔

"دیکھا ابا جی!۔۔اس لڑکی پر کسی بات کا کوئی اثر ہی نہیں ہوتا"۔۔خدیجہ آپا کو اس وقت وہ ایک پتھر کا مجسمہ لگ رہی تھی جس پر گزرے حالات کا کوئی اثر نہ تھا۔۔

"اثر تو پتر اس پر ہر بات کا ہوتا ہے لیکن وہ اپنے جذبات و احساسات کا اظہار کر کے ان کو پھر سے مجروح نہیں کرنا چاہتی"۔۔ابا جی نے دکھی سانس ہوا کے سپرد کی۔۔ماضی میں کیا گیا ایک غلط فیصلے کا بھگتان آج بھی دو وجود بھگت رہے تھے۔۔

"پر ابا جی آپ اس سے بات کریں اس کو سمجھائیں۔زندگی ایسے نہیں گزرتی"۔خدیجہ آپا کے اسرار پر انہوں نے نفی میں سر ہلایا۔۔

" میں ماضی میں کی گئی غلطی دہرانا نہیں چاہتا خدیجہ ۔۔میں نہیں چاہتا میرا کوئی ایک غلط قدم ان کی زندگی میں مزید کڑواہٹ گھول دے اور بہتر ہو گا تم بھی ان کے آپسی معاملے سے دور رہو"۔۔ابا جی نے گویا بات ختم کرنی چاہی۔۔

"آپ خود کچھ نہ کریں لیکن مجھے میری کوششوں سے مت روکیں۔میں اپنے بھائی کی زندگی میں خوشیوں کے دروازے ایک بار پھر ضرور کھولوں گی"۔۔وہ دل میں تہیہ کر چکی تھیں

۔۔

**

لاہور کی گلیوں سے گزرتی وہ سفید رنگ کی کرولا درمیانی رفتار سے چلتی اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھی۔مئی کی برستی گرمی میں گاڑی کے اندر چلتے اے سی کی فراہم کردہ ٹھنڈک روح کو اندر تک تقویت بخش رہی تھی۔

"آج تو شادی میں بلکل مزہ نہیں آیا۔پتا نہیں شفیق نے کیا سوچ کر ایسے لوگوں میں بیٹی کی شادی کر دی"۔۔ڈرائیور سیٹ پر براجمان ابوزر نے گردن موڑ کر ساتھ والی نشست پر براجمان اپنے دادا لقمان چودھرے کو دیکھا جو اب واپسی کے راستے پر شادی پر تبصرے کر رہے تھے۔۔

"بلکل ٹھیک کہ رہے ہیں آپ دادا۔دیکھا نہیں دولہے کی ماں جہیز نہ ملنے پر کیسے تربوز جتنا منہ سوجا کر بیٹھی تھی"۔۔یہ آواز اس گھر کے سب سے چھوٹے صاحبزادے کی تھی جو" براق لقمان" چودھرے کے نام سے جانے جاتے ہیں۔براق کی زندگی کے دو ہی مقصد ہیں ;ایک کھانا بنانا اور دوسرا کھانا کھانا۔براق کے ہاتھ میں ذائقہ صفر ہے اور گھر میں سب مارے بندھ ہی اس کے ہاتھ کا بنا کھانا کھاتے ہیں۔براق چودھرے کے نزدیک یہ کام اس کی خوبرو شخصیت پر جچتے نہیں لیکن صنف نازک کے وجود کے نہ ہونے کے سبب یہ سارے کام مجبوراً ہی سہی اسے ہی کرنے پڑتے تھے۔

"بس بیٹا شریف لوگ اپنی شرافت میں مارے جاتے ہیں"..لقمان چودھرے کے بات پر اس نے زور و شور سے سر اثبات میں سر ہلایا۔۔خاموشی سے اپنی موبائل سکرین میں انہاک یوشع ایک اد بار سر اٹھا کر تینوں پر نظر ڈالتا دوبارہ سکرین کی طرف متوجہ ہو گیا۔ابوذر خاموشی سے دونوں کے مابین ہوتی گفتگو سنتا خود کو ہر تبصرے سے باز رکھے ہوئے تھے۔۔

"بھائی یہ ذرا ایک شوارمہ تو لے دیں شادی میں بھی ٹھیک سے کھانا نہیں کھا سکا"۔۔براق چودھرے کے چٹے سفید جھوٹ پر یوشع چودھرے نے آنکھیں گھمائی، جس کی نظریں پوری شادی میں براق پر تھیں جو اس کے سامنے ہی دو بار چکن کورما اور زردے سے لوطف اندوز ہو چکا تھا۔

"منہ بند رکھو براق !اب جو بھی کھانا ہے گھر جا کر کھانا اور کوئی ضرورت نہیں ہے اس کے لیے گاڑی روکنے کی ابوذر"۔۔براق کو جھڑکتے وہ ابوذر سے گویا ہوا جو دنوں بھائیوں پر ایک نظر ڈالتا گھر سے قریب گلی میں داخل ہو چکا تھا...یوشع کی بات سے متفق ہوتا وہ گاڑی روکنے کا ارادہ منسوخ کر چکا تھا۔موسم گرما کی شاموں کا گہرا نارنجی رنگ چاروں جانب پنکھ پھیلا رہا تھا۔پرندے آسمان میں پَر پھیلائے اپنی منزل کی طرف اڑان بھر رہے تھے۔بادل ہلکی ہوا کی دوش سے جھومتے اپنی جگہ تبدیل کر رہے تھے۔۔

"یہ گھر کا پیچھلا دروازہ کس نے کھولا ہے ؟۔۔گاڑی گھر کے پاس روکتے اس کی نظر کچن کی پیچھلی طرف کھولتے دروازے پر پڑی جو کھولا ہوا تھا۔ابوذر تشویش کا اظہار کرتا گاڑی سے باہر نکل آیا۔باقی حضرات بھی ایک ایک کرتے گاڑی سے باہر نکل آئے..

"براق کیا تم نے پیچھلا دروازہ بند نہیں کیا تھا ؟"۔۔یوشع کی آواز پر سب افراد نے پلٹ کر براق کو دیکھا جو چہرے پر ہونق تاثرات سجائے سب کو دیکھ رہا تھا۔چہرے سے صاف ظاہر تھا کے وہ شادی پر جانے سے پہلے گھر کا پیچھلا دروازہ بند کرنا بھول گیا تھا۔۔یوشع نے خونخوار نظروں سے اسے گھورا جو ہمیشہ ہی کوئی نہ کوئی کام کرنا بھول جاتا تھا۔۔

"اچھا ٹھیک ہے۔۔ہو گئی غلطی ویسے بھی ہمارے گھر میں کون سا کوئی قیمتی سامان پڑا ہے جو چوری ہو جاتا"۔۔اپنی غلطی پر پردے ڈالتا وہ ڈٹ کر کھڑا ہو گیا۔ابوذر نے دھیرے سے یوشع کے کندھے پر ہاتھ رکھا جو غصے سے پھٹنے کو تیار تھا۔۔

"اچھا بس یہ ساری تفتیش تم لوگ بعد میں کر لینا ابھی اندر چلو مجھے ہاضمے کی گولی کھانی ہے لگتا ہے کھانا کچھ زیادہ کھا لیا ہے"۔۔۔باہر نکلی توند پر ہاتھ پھرتے وہ اندر کی جانب بڑھ گے جب کے ابوذر پیچھلے دروازے کو بند کرنے کی نیت سے اس کی جانب بڑھ گیا۔۔

**

دروازہ بند کرتے وہ پانی پینے کی نیت سے کچن میں داخل ہوا۔جہاں کا منظر دیکھ کر اس کے قدم اپنی جگہ سے ہلنے سے انکاری ہو گے۔۔گلابی رنگ کی پوری آستینوں والا شارٹ فراک کے ساتھ بلیو جینس پہنے ایک صنف نازک فریج میں رکھی بریانی سے مکمل انصاف کر چکی تھی اور اب سوئیوں پر ہاتھ صاف کر رہی تھی۔

مغربی حسن کی مالک وہ لڑکی ہر چیز سے بے نیاز کھانے کی طرف راغب تھی۔کندھوں تک آتے بال جن کو اپر سے چھوٹے کلپ کی مدد سے بندھا گیا تھا تاکے بال کھانے کے دوران چہرے پر نہ آئیں۔۔کھانے کے انداز سے ہی معلوم ہو رہا تھا کے لڑکی کافی دیر سے بھوک برداشت کیے ہوئے تھی۔۔

"یہ کون ہے ؟"۔۔براق کی چیختی آواز پر ابوذر کی نگاہوں کا مرکز ٹوٹا۔۔اس لمحے اسے احساس ہوا کے وہ کافی دیر سے یہاں کھڑا محویت سے مقابل کو دیکھ رہا تھا۔۔اس نے کچن کے دروازے پر براجمان حضرات کو دیکھا جو پوری آنکھیں کھولے سامنے موجود لڑکی کو دیکھ رہے تھے جو اب پانی کا گلاس ہونٹوں سے لگائے سب کے چہروں کو باری باری دیکھ رہی تھی۔۔

"تم آہستہ نہیں بول سکتے "۔۔یہ وہ پہلا جملہ تھا جو اس صنف نازک کی زبان سے ادا ہوا ۔چودھرے ہاؤس کی خاموش دیواروں نے بڑے کھلے دل سے اس آواز کو خود میں سمایا تھا ۔۔ایک عرصے بعد اس گھر میں کسی عورت کی آواز گونجی تھی۔

"واہ بھئی واہ !ایک تو چوری اوپر سے سینہ زوری۔۔میرے ہی گھر میں میری ہی بریانی کھا کر مجھ پر ہی حکم چلا رہی ہے"۔۔ہاتھ ہلا ہلا کر کہتا وہ بھرپور طریقے سے لڑنے کو تیار تھا۔۔

"یہ بریانی تم نے بنائی تھی ؟"۔۔ایک ہاتھ کمر پر رکھتے، ابرو اچکتے اس نے سوال کیا۔۔

"ہاں !بلکل میں نے بنائی تھی اور رات کو ایک پلیٹ چھپا کر رکھی تھی تاکے صبح آرام سے کھا سکوں لیکن تم نے آ کر سارا پلین خراب دیا"۔۔لہجے میں دکھ ہی دکھ تھا جیسے اس کے ہاتھ سے زندگی کا کل اثاثہ چھین گیا ہو۔۔

"بہت بد ذائقہ بریانی تھی۔۔کیا تم نے زندگی میں کبھی اچھی بریانی نہیں کھائی ؟"۔۔ابوذر نے ایک نظر خالی پلیٹ کو دیکھتے گردن موڑ کر ساتھ کھڑے براق کو دیکھا جو صدمے سے آنکھیں پھاڑے منہ کھولے اسے دیکھا رہا تھا۔۔

"کیا کہا تم نے ؟"۔۔غصے سے ایک قدم آگے لیا۔۔

"وہی جو تم نے سنا ہے۔۔تمہارے ہاتھ سے بنی بریانی سے صاف پتا چل رہا ہے کے تم نے بریانی کو دم پر نہیں رکھا اور نہ ہی چکن کو اچھے سے بھونا تھا تب ہی چاول ہلکے سے کچے اور چکن بد ذائقہ محسوس ہو رہا ہے"۔۔اتنی لمبی تفصیل پر چاروں مرد اس کا منہ تکنے لگے جو بن بلائے مہمان کی طرح انہی کے گھر میں کھڑی انہی کی بنائی چیزوں کو تنقید کا نشانہ بنا رہی تھی۔۔

"کون ہو تم اور یہاں کیا کر رہی ہو ؟"۔۔یوشع کی سرد آواز پر اس نے ایک نظر اسے دیکھا جو سینے پر بازو لپیٹے سنجیدہ سا اس کے جواب کا منتظر تھا کیونکے بن بلائے مہمان اسے شروع سے ناپسند تھے۔۔بڑے ابا بھی خاموشی سے اسی کی شکل دیکھ رہے تھے۔۔سب پر ایک نظر ڈالتی وہ کرسی چھوڑ چکی تھی۔۔

"میرا نام الیانا عابد چودھرے ہے اور میں لندن سے آئی ہوں"۔۔وہ تحمل سے ٹھہرے ہوے انداز میں گویا ہوئی

"عابد چودھرے!"۔۔۔بڑے ابا کی ہاتھوں کی لرزش پر تینوں، پوتے ان کی جانب بڑھے جو شاکی نظروں سے سامنے کھڑی لڑکی کو دیکھ رہے تھے۔۔

**

سنگل صوفے پر خاموشی سے بیٹھی اس کی نگاہیں سامنے کی طرف جمی ہوئیں تھیں۔جہاں ابوذر بڑے ابا کو پانی پلا رہا تھا جب کے یوشع ان کے قدموں میں بیٹھا نرمی سے ان کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیے لرزش کم کرنے کی کوشش کر رہا تھا اور براق بڑے ابا کے پاؤں کو جوتوں کی قید سے آزاد کر رہا تھا۔۔

"کہاں ہے تمہارا نکھوڑا باپ ؟تمہے یہاں بھیج کر خود کہاں چھپا بیٹھا ہے"۔۔بڑے ابا نے غصے اس پوچھا تھا۔۔غصے سے سانس پھولا ہوا محسوس ہوا۔۔

"ڈیڈ یہاں نہیں آ سکتے گرینڈ پا"۔۔وہ دھیرے سے گویا ہوئی۔یوشع نے اس کا وجود آنکھوں میں چبتا ہوا محسوس کیا۔۔

"کیوں کہاں ہیں وہ ؟ پھر دیار یار چھپ کر بیٹھ گے ہوں گے۔ان کو تو عادت ہے اپنی ذمہ داریوں سے جان چھڑوانے کی"۔۔یوشع کے لہجے میں باپ کے لیے نفرت ہی نفرت تھی بچپن کی ساری محرومیاں ایک ایک کر کے یاد آ رہیں تھیں۔۔

"ڈیڈ نہیں آ سکتے یوشع بھائی کیونکے ڈیڈ اس دنیا میں نہیں ہیں"۔۔گلے میں اٹکتے آنسوؤں کے گولے کو نگلتے وہ گویا ہوئی جب کے ہال میں موجود سارے افراد اپنی اپنی جگہ سکت رہ گے۔۔

**

"میں کبھی اس لڑکی کو یہاں برداشت نہیں کروں گا بڑے ابا"۔۔پائینتی سے ٹیک لگائے وہ بلکل چپ تھے پورے کمرے میں یوشع کی آواز کے سوا کوئی دوسری آواز نہ گونجی۔۔

" یوشع اس وقت جوش سے نہیں ہوش سے کام لو"۔۔ابوذر نے نرمی سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا جو غصے سے کسی بھی وقت پھٹنے کو تیار تھا۔۔

"کچھ بھی کہہ لو لیکن مجھے اُس عورت کی بیٹی کا وجود کبھی اس گھر میں برداشت نہیں" ۔۔یوشع کا غصہ ہنوز قائم تھا۔۔

"تمہے کوئی فرق نہیں پڑتا یوشع کے اب ہم بابا کو کبھی نہیں دیکھ سکیں گے۔۔وہ جو دل میں ایک امید تھی ان سے دوبارہ ملنے کی وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو گئ"۔۔سب نے پلٹ کر براق کو دیکھا جو لکڑی کی کرسی پر بیٹھا کسی غیر مرئی نقطے کو گھور رہا تھا۔سب جانتے تھے کے اسے بچپن سے ہی اپنے باپ سے ملنے کا کتنا انتظار تھے لیکن گھر کے بزرگوں کی انا نے اس کے معصوم دل کی خوائش کا دم جلدی توڑ دیا۔بڑے ابا کی آنکھوں میں آنسو چمک رہے تھے بیٹے کو کھونے کا غم چھوٹا نہ تھا۔۔سب کو جیسے دوبارہ حقیقت کا ادارک ہوا تھا ہر کوئی خاموش ہو گیا کہنے کو جیسے کچھ تھا ہی نہیں۔۔ابوذر نے براق کو اپنے کندھے سے لگا لیا۔۔وہ گھر میں سب سے چھوٹا اور لاڈلا تھا۔چھوٹی چچی کی وفات کے بعد بھی اس نے زیادہ وقت ابوذر کے ساتھ گزارا تھا۔ابوذر اس کی تکلیف اپنے دل میں محسوس کر پا رہا تھا۔۔

"میں پھر کہہ رہا ہوں ابّا جی ! مجھے وہ لڑکی کسی صورت اس گھر میں نہیں چاہیے"۔۔ابوذر نے تاسف سے یوشع کو دیکھا جس کے لیے ایسے ماحول میں بھی اس کی ضد اور غصہ زیادہ اہم تھا۔۔

"یہ سب باتیں بعد کے لیے رہنے دو یوشع۔۔اس وقت وہ لڑکی ہمارے گھر ،ہمارے لاؤنج میں موجود ہے۔اس کی حفاظت اور اس کی عزت کرنا چودھرے ہاؤس کے سب مکینوں پر فرض ہے اور ہم کبھی اپنے مہمانوں کو گھر سے بے گھر نہیں کرتے"۔۔موحکم انداز میں کہتے اس نے تردید کے لیے فورا بڑے ابّا کو دیکھا جو فقط اثبات میں سر ہلاتے باتھ روم کی جانب بڑھ گے۔۔

"تم آج سے میرے کمرے میں سو جانا۔۔میں الیانا کو تمہارا کمرہ دے دیتا ہوں"۔۔نرمی سے براق کے سر پر ہاتھ پھیرتے ایک نظر یوشع کو دیکھتے وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔۔

**

"الیانا ؟"۔۔چھت پر لٹکتے چھوٹے سے سنہری روشنی والے فانوس سے نظریں ہٹاتے اس نے پلٹ کر پیچھے دیکھا جہاں ابوذر اس کے سوٹ کیس کو ہاتھ میں پکڑے اسے ساتھ چلنے کی ھدایت دے رہا تھا۔۔

ابوذر کے قدموں کی پیروی کرتی وہ دوسری منزل پر بنے ایک کمرے کے سامنے کھڑی ہو گئی جس کا دروازہ کھولتا ابوذر اب پیچھے ہٹ چکا تھا۔۔

"یہ آج سے آپ کا کمرہ ہے۔۔آپ اب آرام کریں۔۔صبح ملاقات ہوگی ان شاء اللہ" ۔۔دروازے کی چوکٹ سے ہی اسے ساری ہدایات دیتا وہ وہیں سے پلٹ گیا۔۔الیانا نے تعجب سے ابوذر کو جاتے دیکھا جس نے سوٹ کیس چوکھٹ کے اندر رکھ کر بغیر خود اندر قدم رکھے واپس پلٹ گیا۔۔

دروازے کو لاک کرتے وہ تھکے ہارے انداز میں بیڈ پر گرنے

کے انداز میں بیٹھ گئی۔سر درد سے پھٹا جا رہا تھا۔

کمرے میں بڑھتے گھٹن کے احساس سے تنگ آ کر اس نے کھڑکی پر سے سرخ رنگ کا پردہ ہٹا کر کھڑکی کے پٹ کھول دیے۔ہلکی چلتی ہوا کے ایک ٹھنڈے جھونکے نے اس کی روح کو اندر تک سیراب کر دیا...

قدم پلٹتے اس نے بیگ کو با مشکل بیڈ پر رکھا۔بیگ سے نائٹ سوٹ نکال کر اس نے واشروم کا رخ کیا۔پنک شارٹ شرٹ کے ساتھ پنک ہی پاجامہ زیب تن کیے وہ اب ائینے کے سامنے کھڑی ہاتھوں پر لوشن لگا رہی تھی۔ذہن کو ہر سوچ سے آزاد کیے وہ بس اس لمحے سو جانا چاہتی تھی۔۔تکیے پر سر رکھتی اس نے چھت پر چلتے پنکھے پر نظریں ٹکا لیں۔۔

"یہاں آ کر رہنے کا فیصلہ بہت مشکل ہے ڈیڈ۔۔ان لوگوں کی آنکھوں میں میرے لیے سوائے نفرت و حقارت کے کوئی دوسرا جذبہ نہیں"۔۔پلکوں پر اٹکا ایک بے مول آنسو تکیے میں جذب ہو گیا۔۔

**

سفید رنگ کی کمیض اور چوڑی دار پاجامے میں ملبوس ،دوپٹہ کندھوں پر پھیلائے, لمبے کالے بالوں کی چوٹی سیاہ ناگن کی طرح کمر پر رینگ رہی تھی۔موبائل ہاتھ میں تھامے وہ سکرین پر ابھرتے نمبر پر نظریں جمائے ہوئے تھی۔۔انگھوٹے کی مدد سے نمبر پر دباؤ ڈالتی، گہری سانس بھرتی وہ موبائل کان سے لگا چکی تھی۔۔

"زے نصیب ! آج موبائل سے کیسے میرا نمبر ملا دیا ؟کہیں غلطی سے تو نہیں مل گیا" ۔۔ایک لمحے کو آنکھیں بند کرتے اس نے گہرا سانس بھرا. مقابل کی چہکتی آواز کان سے ٹکراتی سیدھا دل کے راستے سے جا ملی۔۔

"کیسی ہو لینا ؟"۔۔مقابل لہجے میں محبّت سموئے گویا ہوا. سیلینا کی حد بدرجہ خاموشی پر وہ خود ہی حال چال پوچھتا بات جاری رکھنے کی کوشش کرنے لگا۔۔

"ٹھیک ہوں"۔۔دو لفظی جواب دیتی وہ خاموش ہو گئی جب کے دامیر مغل کے چہرے پر پھیکی سی مسکراہٹ چھا گئی۔۔

"میرا حال نہیں پوچھو گی؟"۔۔دامیر کے سوال پر بھی سیلینا کا ردِ عمل سوائے خاموشی کے کچھ نہ تھا۔۔ناخنوں کو ہتھیلی پر کھباتے وہ حواس پر غالب آتے کرب کو جھٹکنے کی سعی کرنے لگی۔۔۔

"آپ کیسے ہیں ؟"۔۔مارے بند ان سے حال احوال پوچھ لیا۔دامیر اس کے انداز پر بے ساختہ مسکرا دیا۔اتنے دنوں کے بعد اس کی آواز سننا دل و روح کے لیے فرحت و انبساط کا باعث تھا۔نرمی سے اپنی خیریت سے آگاہ کرتا وہ بس خاموشی سے اس کی آواز سننا چاہتا تھا جو کان کے راستے سیدھا دل میں اتر رہی تھی۔۔

"گھر میں سب کیسے ہیں ؟"۔۔فقط بات کو بڑھانے کے لیے اس نے ایک اور سوال کیا جب کے گھر والوں سے وہ صبح ہی بات کر چکا تھا۔۔

"سب ٹھیک ہیں۔۔۔آپ گھر کب آئیں گے ؟"۔۔بہت مشکل سے ہی سہی پر اس نے اصل مدعے کی بات کہہ دی۔

"کیوں تم یاد کر رہی ہو"۔۔لہجے میں اچانک شوخی در آئی..دل چاہ کاش وہ اس لمحے اقرار کر دے کے وہ بھی اسے ویسے ہی یاد کر رہی ہے جیسے وہ یادوں کی سمندر میں غوطہ زن ہے۔۔

"میں نہیں لیکن آپ کے گھر والے آپ کو بہت یاد کرتے ہیں"۔۔محبّت و جذبات کی پر حدت احساس کو سرد مہری سے جھٹکتی وہ اس کے دل کے ارمانوں پر پانی پھیر گئی۔۔

"تو تم چاہتی ہو کے میں آ جاؤں ؟"۔۔لہجہ اب کچھ سنجیدہ سا ہو گیا۔۔

"اگر آپ میری ذات کا مزید تماشا نہیں بنانا چاہتے تو گھر واپس آ جائیں۔شاید اس طرح ہمارے رشتے کا کچھ بھرم رہ جائے"۔۔فون بند کرتی وہ کھڑکی کے پٹ کھولتی باہر تیز چمکتی دھوپ کو دیکھنے لگی جس پر پیر گھسیٹتے کتنے ہی لوگ روز روزگار کی تلاش میں ادھر سے ادھر بھٹک رہے تھے۔زندگی اسی سفر کا نام ہے جہاں روز کہیں لمحے آرزوؤں بننے اور کہیں ان کی تکمیل میں گزار دیے جاتے ہیں۔۔

خود سے ناراض ، زمانے سے خفا رہتے ہیں

جانے کیا سوچ کے ہم سب سے جدا رہتے ہیں

کس طرح آ کے بسے کوئی تیری بستی میں

تیری بستی میں تو پتھر کے خدا رہتے ہیں

عمر گذری ہو اندھیروں کے نگر میں جن کی

وہ زمانے کے لیئے بن کے دیا رہتے ہیں

دور ہیں مجھ سے بظاہر گو میرے سب اپنے

میرے دِل میں وہ مگر مثلِ دعا رہتے ہیں

میں نے مانا کہ میرے ساتھ نہیں ہیں لیکن

وہ میرے دل کی مگر بن کے صدا رہتے ہیں

٭٭

"آج تو بہت دیر ہو گئی ہے ، لگتا ہے سب سو رہے ہیں ابھی تک۔۔۔مجھے خود ہی سب کے لیے ناشتہ بنانا پڑے گا"۔۔

براؤن شوز کے ساتھ بلیو جینس کے اپر وائٹ شرٹ پہنے وہ آفس جانے کے لیے بلکل تیار تھا۔۔براق کمرے سے بے دخل ہو جانے پر شدید رنج و غم کا شکار تھا۔جس پر مداوے کے طور پر اسے ابوذر نے اپنے کمرے میں سونے کی اجازت دے دی تھی۔۔اس وقت وہ ماتھے پر بال بکھیرے ، منہ کھولے دنیا مافیا سے بے خبر نیند کے مزے لوٹ رہا تھا۔ایک نظر اسے دیکھتے ابوذر تیزی سے زینے اترتا کچن میں داخل ہوا جہاں کا منظر دیکھ کر وہ اپنی جگہ ٹھہر سا گیا۔۔

"یہ آپ مجھے ہر بار دیکھ کر ایسے سٹیچیو (Statue)کیوں بن جاتے ہیں"۔۔آٹے کے پیڑے بناتی وہ گویا ہوئی۔۔جب کے ابوذر کی نظر اس کے بالوں پر لگے بو (bow) پر تھی جو یلو اور وائٹ امتزاج کا تھا جو اس کے لونگ یلو سن ڈریس کے ساتھ خاصا میل کھا رہا تھا۔۔

"نہیں ایسی بات نہیں۔۔میں نے آپ کو یہاں اس وقت ایکسپیکٹ(expect)نہیں کیا تھا "۔۔کچھ اور سمجھ نہ انے پر وہ بے ساختہ کہ گیا۔۔

"کیوں آپ کے یہاں ناشتہ اس وقت نہیں ہوتا"۔۔الیانا کی روشن آنکھیں کچھ مزید روشن ہوئیں۔۔

"نہیں وہ مطلب نہیں تھا میرا"۔۔گردن پر ہاتھ رکھتے وہ کچھ شرمندہ سا ہو گیا۔۔

"آپ کے چیکس ریڈ ہو رہے ہیں"۔۔الیانا کے ریمارکس پر اس نے فورا اپنی گالوں کو ہاتھ لگایا جو سچ میں اسے گرم محسوس ہو رہے تھے۔۔چور نظروں سے اس نے سامنے دیکھا جو اب ماحول سے لاپروا بہت توجہ سے اپنے کام میں مگن تھی۔

"آپ کو اتنا سب کچھ کیسے بنانا آتا ہے مطلب آپ تو کافی پروفیشنل دکھائی دے رہی ہیں" ۔۔خود کو سبکی کے احساس سے نکلتے وہ بات کو بدلتے ہوئے گویا ہوا۔۔

"کیونکے میں سچ میں پروفیشنل ہوں۔میں نے کولینرے آرٹس میں ڈگری لی ہوئی ہے" ۔۔۔انڈے کو پین میں ڈالتے وہ ساتھ ساتھ شیلف کو بھی مہارت سے صاف کر رہی تھی ۔۔ابوذر حیرانگی سے اس لڑکی کی پھرتیوں کو دیکھ رہا تھا جس نے منٹوں میں پورے کچن کا نقشہ تبدیل کر دیا تھا۔صاف شفاف برتن اور شیلف شاید اس نے زندگی میں پہلی بار دیکھی تھیں۔۔

"یہ تو بہت اچھی بات ہے"۔۔اس کو اس کے علاوہ کچھ سمجھ ہی نہیں آیا۔۔

"آپ کیا کرتے ہیں ؟اور باقی سب ؟"۔۔وہ جس ماحول میں پلی بڑھی تھی وہاں کسی بھی مرد سے بااعتماد طرز سے بات کرنا ایک فطری سا عمل تھا لہٰذا اس کو یہاں بھی کوئی مسئلہ درپیش نہیں تھا۔۔

"بڑے ابا پولیس سے ریٹائرمنٹ کے بعد گھر پر ہی ہوتے ہیں۔میں ایک آئی ٹی فرم بطور سوفٹوئیر انجنیئر کام کرتا ہوں۔یوشع سی اے کے امتحان دے رہا ہے ساتھ ساتھ ایک بینک میں جاب کر رہا ہے پیچھے رہ گیا براق تو وہ یونیورسٹی میں اکاؤنٹنگ کی ڈگری کے آخری سال میں ہے"۔کچن کی واحد کرسی پر بیٹھے وہ ساتھ ساتھ الیانا کو دیکھ رہا تھا جو اب چائے کے لیے پانی رکھ رہی تھی۔۔

"سی اے ؟تب ہی پڑھ پڑھ کر اتنا مزاج سخت ہو گیا ہے ان کا"۔۔یوشع کا سابقہ رویہ اسے ابھی تک اچھے سے یاد تھا۔

"ایسا نہیں ہے بس وہ جلدی کسی سے گھلتا ملتا نہیں"۔۔ابوزر کو اپنے بہترین دوست کے لیے کسی کی بھی بری رائے قطعاً پسند نہ تھی۔۔وہ اچانک سے کچھ سنجیدہ ہو گیا۔۔

"مگر میں "کسی" نہیں ان کی بہن ہوں"۔۔اپنی طرف سے اس نے یوشع کی طرفداری کی تھی پر شاید الفاظ کا چناؤ غلط ہو گیا تھا۔وہ یکدم سے سنجیدہ ہو گئی۔۔ابوذر کو اچانک سے اپنا رویہ کچھ نہ معقول سے لگا۔۔

"میرا وہ مطلب نہیں تھا الیانا۔۔ائی ایم سوری اگر آپ کو برا لگا ہو"۔کچن میں گھونجتے قہقہ پر اس نے حیرت سے سامنے کھڑی اپسرا کو دیکھا جو یونانی حسن کی ملکہ تھی۔کندھے تک آتے کالے بال ، سرخ و سفید چہرہ، روشن پیشانی اور سرمئی آنکھیں جن میں کسی کو بھی قید

Email : aatish2kx@gmail.com Whatsapp : 03335586927

کرنے کی صلاحیت موجود تھی۔وہ ہنستے ہوئے بہت حسین لگ رہی تھی نظر لگ جانے کے حد تک حسین۔۔

"میں مذاق کر رہی تھی ابوذر آپ پریشن کیوں ہو جاتے ہیں"۔۔عجیب بات تھی اسے پہلی بار کسی کے منہ سے اپنا نام اتنا اچھا لگا تھا۔۔ابوذر نے فورا نظروں کا زاویہ بدلہ جو مقابل کے چہرے پر ٹکا تھا۔۔

"اچھا مجھے یہ بتائیں کیا کھائیں گے آپ ؟کیا بناؤں آپ کے لیے"۔۔

"میں تو کچھ بھی کھا لیتا ہوں"۔۔۔وہ خاصا نروس ہو رہا تھا پہلی بار کسی نے اس سے اس کی فرمائش پوچھی تھی۔چودھرے ہاؤس میں پہلی بار کسی صنف نازک کا وجود بڑی شان سے موجود تھا۔۔

"کچھ بھی ؟یہ کوئی نئی ڈش ہے کیا ؟"۔۔ہونٹ کا کنارے دباتے وہ شرارتی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی جس کو اپنے رخسار شرم سے گرم ہوتے محسوس ہو رہے تھے۔۔

"واہ بھیا آج تو آپ نے سارا ناشتہ خود ہی بنا لیا"۔۔کچن میں داخل ہوتے براق نے اشتیاق سے سارے ناشتے کے لوازمات کو دیکھا۔۔

"یہ تمہارے بھیا نے نہیں میں نے بنایا"۔۔الیانا کی آواز پر وہ اسے چپ چاپ دیکھنے لگا ۔سمجھ نہیں آ رہی تھی کے اس موقع پر ناراضگی دیکھائے یا پھر ناشتہ کے لوازمات سے لطف اندوز ہو۔۔

"اچھا چلو یہ ناشتہ لے کر جاؤ باہر۔ میں تب تک چائے لاتی ہوں"۔۔ناشتے کے لوازمات دونوں کے حوالے کرتی وہ اٹھے کچن سے روانہ کر چکی تھی۔۔

**

"واہ پتر! آج تو بڑی محنت کی ہے تونے۔۔اتنا کچھ بنا لیا وہ بھی اتنا لذیذ"۔۔۔بڑے ابا خستہ پراٹھے کو دہی شکر کے ساتھ کھاتے ابوذر اور براق کی تعریف میں رطب لسان باندھ رہے تھے۔جب کے یوشع بھی ناشتہ سے لطف اندوز ہوتے اثبات میں سر ہلا رہا تھا۔۔چودھرے ہاؤس کے مرد اس کہاوت پر پورا اترتے تھے کے مرد کے دل کا راستہ پیٹ سے ہی کر گزرتا ہے لیکن شاید ابھی وہ راستہ خاصا دشوار ہونے والا تھا۔۔

"یہ سچ میں بہت اچھا ہے یار"۔۔رات کے واقعے کی شبہ کسی کے چہرے پر واضح نہ تھی ۔دونوں ناشتے کی طرف متوجہ تھے کسی نے بھی ابھی تک نئ مہمان کے بارے میں کچھ نہیں پوچھا تھا۔۔۔

"یہ ہم نے نہیں الیانا نے بنایا"۔۔منہ کی طرف جاتا نوالہ راستے میں ہی رک گیا۔۔یوشع نے سر اٹھا کر خشمگین نگاہوں سے براق کو دیکھا جو ابھی بھی نائٹ سوٹ میں ملبوس چپ

چاپ ٹیبل کے پاس کھڑا تھا۔نوالے کو پلیٹ میں رکھتے وہ اپنا بیگ اٹھاتے کرسی سے اٹھ گیا۔۔

"یار ناشتہ تو کر لو"۔۔ابوذر نے تاسف سے یوشع کو دیکھا جس کی آنکھوں کا رنگ غصے کی شدت سے سرخ ہو رہا تھا۔۔جس عورت سے اس نے پورا بچپن نفرت کی تھی اس کے بطن سے جنم لینے والی لڑکی کو وہ کیسے اہمیت دے سکتا تھا۔۔

"میری بھوک مر گئی ہے"۔۔ایک نظر کچن کے دروازے پر کھڑی الیانا کو دیکھتا وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر نکل گیا۔بڑے ابا یوشع کے نکلتے ہی خود بھی خاموشی سے اٹھ گے۔۔ابوذر نے پلٹ کر الیانا کو دیکھا جس کی آنکھوں میں نمی چمک رہی تھی۔۔یہاں ادھورے رشتوں کی طرح ناشتہ بھی ادھورا رہ گیا تھا۔۔

****

جاری ہے